جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۲۴

اخبار پیغام اور عبدالحق نافرجام

جناب ناظر صاحب بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بعض مالی مشکلات پر جماعت احمدیہ کے جانثار اصحاب کے نام ایک فرمان جاری کیا تھا۔ کہ وہ اپنے چندوں کی باقاعدگی پر پابند ہوں۔ اور روز مرہ کی بڑھتی ضروریات سلسلہ اخراجات تبلیغ کے واسطے فنڈز میں مساعی ہوں۔ تو اس پر کسی شخص عبدالحق نامی نے اخبار پیغام لاہور میں ایک صفحہ سیاہ کر کے صدر انجمن قادیان کی حالت زار کے عنوان سے ۱۸ جون سنہ ۱۹۲۰ء کے پرچہ میں کہیں استہزاء سے کام لیا ہے۔ اور کہیں خوشی منائی ہے۔ کہ گویا حضرت خلیفۃ المسیح اور جماعت احمدیہ مالی مشکلات میں ہے اور کہیں حسب دستور مفتریات سے کام لیا ہے گویا کہ حضرت خلیفۃ المسیح بھی جناب خواجہ کمال الدین عرف خواجہ زرپرست کی طرح اشاعت اسلام کی مد کا روپیہ ذاتی ملکیت میں لا چکے ہیں۔ اور صدر انجمن احمدیہ اس سبب سے مالی مشکلات میں ہے۔ مگر وہ بیچارہ مجبور ہے گھر کے تجربہ نے اسکو اسبات پر مجبور کیا ہے۔ کہ وہ دوسروں کو بھی اس معیار سے پرکھیں۔ جس معیار سے انکے اصحاب الاخدود اترے۔ مثلاً جناب مولوی محمد علی صاحب نے ترجمۃ القرآن انگریزی کو ذاتی ملکیت قرار دیا۔ جناب خواجہ زرپرست نے انگریزی اسلامک ریویو اور اردو رسالہ اشاعت اسلام کو اپنا ملک بنا دیا۔ اور جناب مولوی صدرالدین صاحب . . . مسلم ہائی سکول لاہور کے مالک بنے۔ پس یقین کر لیا کہ شاید ہمارے سردار حضرت خلیفۃ المسیح بھی ان دنیاوی کیڑوں کیطرح ہیں ❊

اے سیاہ دل اور نافرجام عدو حق اگر ہم غریب ہیں اور ہماری حالت غرباء کی ہے۔ تو اوّل حضرت محمد رسول اللہ نے ہمارے حق میں فرمایا ہے۔ بدءُ الاسلام غریباً وسیعود کما بدء فطوبیٰ للغرباء۔ یعنی اسلام نے پہلے بھی غرباء سے اشاعت پائی اور پھر بھی اسکی تبلیغ غرباء کرینگے۔ پس مبارکباد گروہ غرباء کے واسطے ہے۔ اور وہ گروہ آپ کے نزدیک بھی اسوقت ہم ہیں۔ جو غرباء ہو کر مالی مشکلات میں ہیں۔ دوئیم۔ اگرچہ ہم غریب ہیں مگر ہم میں وہ غیرت اور جوانمردی ہے۔ کہ جس طرح ہوگا۔ خدا کے فضل سے اپنا کام اپنی اس غربت سے ہم خود کرینگے اور کر رہے ہیں۔

اگر تمہارے اصحاب الاخدود کی طرح غیر احمدیوں کے سامنے دست سوال دراز کرنیکے واسطے در بدر خاک بسر نہ بنیں گے۔ اور خواجہ زرپرست کیطرح غیروں کے چند کھوٹے داموں کے عوض میں خدا کے نبی کو اور اسکے مشن کے تذکرہ کو ترک کرینگے۔

(مطبوعہ احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائیٹر چھپا۔ اور تراب منزل سے شایع ہوا)

کہ اسکا اسمیں کچھ علاج ہو سکتا ہے۔ یا نہیں تو بذریعہ تار جواب آیا

Sorry! nothing can be done for Abbdul kareem.

یعنی اب عبد الکریم کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ تب اسکے لئے مینے دعا کی۔ جسکی وجہ سے وہ چند روز تندرست ہوتا ہوتا بکلی صحت یاب ہو گیا۔ میرے دلمیں فی الفور ڈالا گیا۔ کہ یہ دیوانگی حالت جو اسمیں پیدا ہو گئی تھی۔ یہ اس لئے نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اسکو ہلاک کرے بلکہ اسلئے تھی کہ خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہو؛ انتہی بالخلاصہ۔

اسی طرح اور بھی بہت سے لاعلاج مریضوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے شفاء پائی۔ پس مسیح کا جو احیاء موتی تھا۔ وہ بھی اسی قسم کا تھا۔ یعنی لاعلاج اور قریب المرگ مریضوں کو دعا سے اچھا کرنا اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا

نصیحت پس اے ہموطن پیارو عقلے کو مت بسارو۔ اور ایسی باتیں منہ پر لاؤ جنسے کہ نبی کریمؐ پر بھی دھبہ عائد ہو اور خدا تعالیٰ کا بھی شریک ماننا پڑے۔ اور قرآن مجید میں تدبر کرو اور خوب غور کرو اور سوچو۔ صرف رسمی طور پر قرآن کو نہ پڑھو۔ کیونکہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا انزلنٰہ کتابا مبارکا لیدبروا ایاتہ۔ کہ ہمنے اس کتاب کو اس لئے اتارا ہے۔ تاکہ اسکی آیات میں لوگ تدبر کریں تم بھی آیات میں غور و خوض کرو۔ اور جو ہدایت کا راستہ ہو۔ اسے اختیار کرو؛

والسلام علے من اتبع الھدیٰ

جلال الدین مولوی فاضل شمس (سیکھوانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امریکہ میں تبلیغ اسلام کی رپورٹ

از قلم حضرت مفتی محمد صادق صاحب مبلغ اسلام امریکہ

اللہ کریم کا ھزار ھزار شکر ہے۔ کہ اس نے اس خاکسار کو اپنی رحمت کرم غفاری اور ستاری سے یہ توفیق مرحمت فرمائی۔ کہ اسکے مقدس دین کی اشاعت اور کلمہ حق کی تبلیغ کے واسطے اس ملک میں پہنچا۔ سب سے پہلا مرحلہ جو عاجز کو اس راہ میں پیش آیا یہ تھا کہ اس ملک امریکہ صوبجات متحدہ کے افسران محکمہ امی گریشن اس امر کے مخالف ہوئے۔ کہ ایک مسلم احمدی مشنری اس ملک میں۔ اپنا کام کرے۔ سمندری سفر کی صعوبات اٹھانیکے بعد جب یہ خادم دین محمدیؐ کنارہ امریکہ پر پہنچا۔ تو محکمہ راہ داری کے انسپکٹروں نے کئی گھنٹہ کی سوال بازی کے بعد اپنا فیصلہ سنایا۔ کہ آپ اس ملک میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جس جہاز پر آئے ہو اسی پر واپس چلے جاؤ۔ مینے ان کے اس فیصلے کو نامنظور کیا۔ اور ان کے بڑے افسروں کے پاس محکمہ سیکرٹریٹ میں جو دار الخلافہ واشنگٹن میں ہے اپیل کی اجازت چاہی جو حاصل ہوئی۔ مگر حکم ہؤا کہ تا فیصلہ اپیل میں شہر میں نہ جاؤں۔ اور نہ لوگوں سے ملاقات کروں۔ بلکہ کنارہ سمندر پر ایک مکان میں الگ رہوں۔ گویا اپنے آپ کو ایسا سمجھوں کہ ابھی جہاز سے نہیں اترا۔ وغیرہ وغیرہ بہت سی تکالیف اٹھانے اور بڑے لڑائی جھگڑوں اور مقدمہ بازی کے بعد جس میں کثیر رقم خرچ ہوئی۔ آخر دو ماہ کے بعد اپیل منظور ہوئی۔ اور اجازت ملی۔ اور اب عاجز نے شہر نیویارک میں اسلامی جھنڈا تبلیغ کا کھڑا کر لیا ہے۔ فالحمد للہ۔ اس عرصہ میں عشق محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں جو غم خاکسار نے کھائے وہ سب اس خوشی کے ساتھ مبدل براحت ہوئے کہ اسلام کا پہلا مشنری توحید کا نعرہ لگاتا ہؤا اس ملک میں داخل ہو گیا؛

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ؐ

اسلامی مشنریوں کی راہ میں ایک بڑی بھاری مشکل جو تھی وہ دور ہو گئی۔ گویا کفر کے قلعہ کی ایک بڑی دیوار ٹوٹ گئی ہے۔ اور عظیم الشان فتح کی راہ کھل گئی ہے۔ فالحمد للہ۔

اس رکاوٹ اور بندش کے زمانہ میں اگرچہ شہروں میں جانے اور ملنے کی اجازت نہ تھی تاہم خدا کے فضل سے ان لوگوں کے درمیان جو بعض اور وجوہات مثلاً پاسپورٹ میں نقص۔ یا کسی عضو میں نقص یا رشتہ داروں کا بروقت استقبال کیلئے نہ پہنچنا وغیرہ وغیرہ ایسے لوگوں کو تبلیغ کا موقعہ ملتا رہا۔ اور ان میں سے ایک جماعت[1] نے اللہ تعالیٰ سے توفیق پاکر عاجز کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ جنکی تفصیل انشاء اللہ اگلی رپورٹ میں دی جائیگی۔ اسکے علاوہ اپیل کے کاغذات میں اور دوران مقدمہ میں مختلف موقعوں پر کئی سو صفحہ کے کاغذات عاجز نے اپنی صفائی میں دین اسلام کی خوبیوں اور اسکی تعلیم کی برکات پر لکھے۔ اور پیش کئے۔ گویا سب سے اول تبلیغ اس ملک کے اعلیٰ حکام کو کیگئی۔ جو انشاء اللہ ہمیشہ کے واسطے سرکاری دفاتر میں ریکارڈ رہیگی ایک جلد حصہ اول انگریزی ترجمہ قرآن شریف ۔ اور بعض دیگر تبلیغی کتب سلسلہ حقہ بھی شامل مثل کی گئیں۔

اس ملک میں اسلام اور اہل اسلام کے متعلق نہایت ہی غلط خیالات پھیلے ہوئے ہیں؛ جو زیادہ تر عیسائی مشنریوں کی وجہ سے آئے ہیں

[1] ان میں سے بعض کی درخواستہائے بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ پہنچ چکی ہے۔ (ایڈیٹر)

اور یہی سبب ہے۔ کہ یہ قوم ترکی سلطنت کی سخت مخالف ہو رہی ہے۔ ہر روز اخباروں میں نہایت ہی مخالفانہ مضامین مغالطہ دہی سے بھرے ہوئے شایع ہوتے ہیں۔ سب سے اوّل عاجز نے ان مضامین کی تردید اور دین اسلام اور مسلمانوں کی تائید میں مختلف اخباروں اور رسالوں کو مضامین لکھنے شروع کئے ہیں۔ چنانچہ اس وقت تک قریباً بیس مضامین چھپ چکے ہیں۔ (ایسے اخبار اور رسالے جن میں میرے مضمون شایع ہوتے ہیں اگر کوئی صاحب چاہیں تو ان کو بھیجے جا سکتے ہیں بشرطیکہ ان کی قیمت اور خرچ روانگی کے واسطے کچھ رقم پیشگی آجائے) لیکچروں اور نمازوں کے واسطے ایک وسیع ہال لے لیا گیا ہے۔ مگر اسکے سجانے۔ روشنی۔ فرنیچر۔ ٹائپ رائیٹر۔ کلرک مشین الطباع رپورٹ اخباروں میں اشتہارات و دیگر تبلیغی ضروریات کے واسطے بہت سا روپیہ درکار ہے۔ جسکے واسطے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے وحسبی ربی من کل حرابی:۔

اس ملک میں زندگی کے اخراجات کا ہندوستان سے تو کیا مقابلہ انگلستان سے بھی دگنے چوگنے ہیں۔ ایک چھوٹا سا کمرہ جسمیں ایک چارپائی اور ایک دو کرسیاں آجائیں۔ کم از کم چالیس ڈالر ماہوار میں ملتا ہے۔ یعنی قریباً ڈیڑھ سو /150۔ یہ غریبانہ گذارا ہے۔ اور ذرا اچھا کمرہ ہو تو کم از کم تین سو روپیہ ماہوار کرایہ ہوگا۔ باوجود اسکے سوائے شب باشی کے اور کسی کام یہ کمرہ نہیں آسکتا۔ سونے کے سوا کسی سے ملاقات نہیں کر سکتے نہ دفتر رکھ سکتے ہیں۔ اوّل تو اسمیں گنجائش ہی نہیں۔ دوسرا دوسرا اس ملک میں یہہ معیوب کہا جاتا ہے۔ ہوٹل میں ایک وقت کا کھانا معمولی خوراک کم از کم ایک ڈالر میں ملتا ہے:

امریکہ ایک وسیع ملک ہے۔ ہر شے بڑے اور اعلیٰ پیمانہ پر بنائی جاتی ہے۔ مکانات دس منزل بیس منزل تیس منزل اونچے ہیں۔ بعض اس سے بھی زیادہ۔ بجلی کے جھولوں میں بیٹھ کر اوپر جاتے اور نیچے آتے ہیں۔ انگلستان کی نسبت لوگ زیادہ ملنسار ہیں۔ مگر اسلام کے متعلق نہایت ہی غلط خیالات ان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مزید حالات آئندہ انشاءاللہ لکھے جائیں گے۔ ہندوستان کے تجار جو چاہیں۔ ان کو تجارتی کاروبار میں مدد دی جائیگی۔ بشرطیکہ ضروری اخراجات ملاقات خطوط نویسی محنت کلرک وغیرہ کیواسطے وہ صاحب اپنے خط کے ساتھ امدادی رقم پیشگی ارسال فرماویں۔ کیونکہ اس ملک میں بغیر ٹائپ شدہ خطوط لکھنے کے اور اچھی پوزیشن میں اپنا اعتبار ثابت کرنیکے بڑے سوداگروں تک رسائی مشکل ہوتی ہے۔

والسلام

۱۰ مئی ۱۹۲۰ء

مفتی محمد صادق شہر نیویارک مکان نمبر ۲۴۵ ویسٹ ۷۲ اسٹریٹ ۷۲

Mufti Mohd: Sadiq.

245 WEST. 72 STRET.

NEW YORK CITY. (U.S. AMERICA.)

لفافہ پر پتہ پورا انگریزی میں ہو ٹکٹ اڑھائی آنہ۔ روپیہ بذریعہ منی آرڈر یا کسی بنک کا چک۔

لطیفہ یہاں تمام اہل ہند کو ہندو کہتے ہیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا ہندو۔ لفظ انڈین سے یہاں مراد حبشی اور امریکہ کے پورانے سیاہ فام باشندوں سے لی جاتی ہے۔ اسواسطے اکثر اخبار والوں نے میرے متعلق یہ لکھا ہے۔ کہ ایک ہندو مشنری امریکہ کو مسلمان بنانے آیا ہے:

(محمد صادق از امریکہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(از مفتی محمد صادق صاحب)

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب اخبار الحکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

براہ مہربانی رپورٹ ذیل درج اخبار کر کے مشکور فرماویں۔ اور نیز اپنا قیمتی پرچہ خاکسار کے نام پتہ ذیل پر ارسال کر کے ممنون فرمایا کریں تاکہ اندراج رپورٹ سے اور دیگر حالات وطن سے خادم کو آگاہی ہوتی رہے۔

والسلام

خاکسار محمد صادق عفا اللہ عنہ۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام کی رپورٹ

نمبر ۳

پچھلی رپورٹ کے بعد یہاں کئی لوگوں کو تبلیغ کا موقعہ ملا۔ جن میں سے دو شخص ایک صاحب اور ایک لیڈی داخل اسلام ہوئے۔ مفصل رپورٹ بمعہ پچھلے نومسلموں کے ناموں کے انشاءاللہ اگلے ہفتے دیجائیگی۔ اخبار نیویارک ٹائمز میں جو اس ملک کے بڑے اخباروں میں سے ہے۔ ایک مضمون تائید اسلام میں شایع ہوا ہے۔ جو میں نے ایڈیٹر کو لکھا تھا۔

چند متعصب عیسائیوں کی فتنہ پردازی کے سبب جو اشاعت اسلام کے کام کو دیکھ نہیں سکتے۔ مکان تبدیل کرنا پڑا ہے۔ اس واسطے پتہ تبدیل ہوگیا ہے۔ آئندہ خط و کتابت ذیل کے ایڈریس پر ہو۔

Mufti Mohd: Sadiq.

1897. Madison Avenue

New York City.

U.S. AMERICA.

۱۹ مئی بدھ کے دن یہاں پہلا روزہ ہوا اس دن طلوع آفتاب ساڑھے چار بجے تھا۔ اور آغاز صبح صادق یعنی اذان نماز فجر کا وقت ۲ بجکے ۵۰ منٹ تھا اور غروب آفتاب ۷ بجے اٹھارہ منٹ اس طرح یہ روزہ سولہ گھنٹہ اٹھائیس منٹ کا ہوا بعد ہنوز دن بڑھ رہا ہے۔ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۲۰ء
مفتی محمد صادق ۱۸۹۷ میڈی سن اے وے نیو شہر نیویارک یونائٹڈ اسٹیٹس امریکہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از قلم نذیر احمد احمدی (دہلوی) متعلم مدرسہ احمدیہ

(وفات مسیح از روئے احادیث)

نوٹ۔ مندرجہ ذیل مضمون مدرسہ احمدیہ کے ایک طالب علم کا لکھا ہوا ہے۔ مدرسہ احمدیہ حضرت مسیح موعود کا قایم کردہ ہے۔ اور اسکے قایم کرنیکی غرض یہ ہے تاکہ مبلغ احمدیت پیدا ہوں۔ مدرسہ احمدیہ کے طلباء تبلیغ کا اپنے اندر خاص جوش رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انکے اس جوش کو اور حضرت مسیح موعودؑ کے مدرسہ احمدیہ کو قایم کرنیکی غرض کو پورا کرے۔ آمین
(ایڈیٹر)

وفات مسیحؑ کا مسئلہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان ایک متنازع فیہا مسئلہ ہے تو تنازع کو درمیان سے اٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول۔ کہ اے مسلمانو اگر تم کسی مسئلہ میں جھگڑا کرو۔ تو تم قرآن مجید اور حدیث سے فیصلہ کرلیا کرو۔ سو میں اپنے اس مضمون میں چند احادیث لکھتا ہوں۔ جن سے وفات مسیحؑ ثابت ہوتی ہے۔

پہلی حدیث نبی کریمؐ فرماتے ہیں۔ اخبرنی ان عیسیٰ عاش مائۃ وعشرین سنۃ (شرح مواہب اللدنیہ علامہ محمد ابن عبد الباقی زرقانی مالکی جلد ۱ صفحہ ۴۲)۔ ترجمہ۔ عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ نبی کریمؐ نے مجھکو خبر دی کہ حضرت عیسیٰ نے ۱۲۰ سال عمر پائی ہے۔ پس اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں۔ اگر انہوں نے وفات نہ پائی ہوتی۔ تو ان کی عمر اسوقت تک ۱۹۰۰ سال چاہیئے تھی۔ کیونکہ کسی چیز کی عمر اس پر زمانہ کے گذرنے کا نام ہے۔

دوسری حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی۔ (شرح مواہب اللدنیہ زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۷) نبی کریمؐ فرماتے ہیں۔ کہ اگر حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انکو میری اتباع کرنی پڑتی۔ لیکن وہ زندہ نہیں ہیں۔ اسواسطے وہ میری اتباع نہیں کرتے۔ اسکی مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی آدمی کے پاس ایک فقیر آئے اور کہے کہ مجھے پیسہ دو۔ تو مسئول یہ جواب دے کہ اگر میرے پاس پیسہ ہوتا۔ تو میں ضرور دیدیتا۔ تو اسکا مطلب یہی ہے۔ کہ اسکے پاس پیسہ نہیں ہے۔ اسی طرح نبی کریمؐ فرماتے ہیں۔ کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو وہ پیروی کرتے لیکن وہ زندہ نہیں ہیں۔

تیسری حدیث مسیحؑ کو غیر احمدی زندہ کہیں یا مردہ بہرحال انکو زمین میں ہی ماننا پڑیگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ الم نجعل الارض کفاتا احیاء و امواتا۔ کہ ہمنے زمین کو مردوں اور زندوں کیلئے کافی سمیٹنے والی بنایا ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فیہا تحیون وفیہا تموتون۔ کہ اے انسانو تم زمین میں زندہ رہوگے اور زمین میں ہی مروگے۔ پس مسیحؑ ناصری زندہ ہوں یا مردہ ان کو زمین میں ہی رہنا پڑیگا۔ اور نبی کریمؐ فرماتے ہیں۔ والذی نفسی بیدہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ الیوم یاتی علیہا مائۃ سنۃ وھی حیۃ یومئذ (مسلم) کہ مجھے خدا کی قسم ہے۔ کہ زمین پر جسقدر جاندار چیزیں ہیں وہ آج سے لیکر سو سال تک مر جائیں گی۔ پس مسیحؑ کو اگر تم زندہ بھی مانو تو زیادہ سے زیادہ وہ نبی کریمؐ کے اس قول سے لیکر سو سال تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ اسکے بعد نہیں ورنہ نبی کریمؐ کے فرمان کو جھوٹا قرار دینا پڑیگا۔ پس آیت اور حدیث کو ملانے سے نتیجہ نکلا۔ کہ مسیحؑ ناصری مر گئے ہیں

چوتھی حدیث طبقات کبیر محمد بن سعد جز ۳ صفحہ ۲۶ پر ہبیرہ بن مریم سے روایت آئی ہے۔ کہ اس نے کہا کہ حضرت علیؓ کی وفات پر امام حسنؓ نے کہا۔ ولقد قبض فی اللیلۃ التی عرج فیہا بروح عیسیٰ ابن مریم لیلۃ سبع وعشرین من رمضان۔ کہ حضرت علیؓ اس مشہور رات میں فوت ہوئے ہیں جس کو تم جانتے ہو کہ اس میں حضرت عیسیٰ بن مریم کی روح اوپر چڑھائی گئی ہے۔ اور رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔ پس اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ کیونکہ صرف آپکی روح اوپر لے جائی گئی ہے نہ جسم اور روح کے جسم سے علیحدہ ہونے کا نام ہی وفات ہے۔

والسلام

خاکسار۔ نذیر احمد طالبعلم مدرسہ احمدیہ
قادیان

سوئم۔ اگرچہ ہم غرباء ہیں۔ ہمارا دل غنی ہے۔ کیونکہ ہمارا مولا غنی ہے۔ اور اسکے خزانوں کا کچھ شمار نہیں وہ ہماری مدد کریگا۔ جیسا کہ ہمیشہ کرتا رہا ہے۔ اگرچہ تمہارے ساتھی امراء یا عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے ہیں تمکو ان کے دولت اور دراہم پر ناز ہے۔ پس ہماری امید خدا غنی پر ہے۔ اور تمہاری لوگونکی کمائی پر ؛

چہارم۔ اگر ہم غرباء ہیں۔ تو حضرت محمدؐ رسول اللہ اور ان کے مبارک اصحاب بھی غرباء تھے۔ سو ہم آخرین منہم کے مصداق ہیں ؛

پنجم۔ اگر اس قسم کے اعلانات جماعت کے نام حضرت المسیح موعود علیہ السلام بھی شایع کرتے رہے۔ تو ہمارے خلیفۃ المسیح اگر شایع کریں تو کیا حرج ہے۔

ششم۔ اگر ہم غیر احمدیوں کے گھر پر جاکر ان سے دست سوال دراز کرتے تو آپ ہمکو ملامت کرتے۔ کہ کیوں ہم تمہاری طرح بے غیرت اور نامرد ہوکر غیروں سے مانگنے لگے۔ اگر ہماری درخواست اپنے افراد سے ہے اور ہماری غیرت تم سے بھی مانگنا تقاضا نہیں کرتی۔ تو اس پر کیا اگر حنت ہے۔

ہفتم۔ آپ کے اس مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک جس کے پاس روپیہ زیادہ جمع ہو تو حق پر وہی گروہ ہے۔ تو اگر معیار یہ ہے۔ تو آپ سے عیسائیوں اور آریوں کے خزانے زیادہ مضبوط ہیں

ہشتم۔ اگر آپ کو یہ خوشی ہے۔ کہ چونکہ آپ لوگوں کا تعلق سرزمین پاک قادیاں سے منقطع ہوگیا ہے۔ تو اس لئے صدر انجمن احمدیہ مشکلات میں مبتلا ہے۔ اور اگر جناب مولوی محمد علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ ہوتے۔ تو ایسا نہ ہوتا۔ تو اوّل تو جناب مولوی صاحب بھی گھر سے روپیہ نہ لاتے تھے۔ آخر اسی احمدی قوم سے مانگتے تھے۔ اور اب بھی وہی قوم روپیہ دے رہی ہے۔ دویم۔ آپ فکر نہ کریں۔

کس نیاید بہ زیر سایہ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم

نہم۔ آپ غیر احمدیوں سے گداگری ترک کردیں تو ہم دیکھ لینگے کہ کتنے دن تمہارے رسائل اور اخبار چل سکتے ہیں۔ اور کسقدر تمکو تمہارے رفقاء مدد دے سکتے ہیں جنکے چندہ دینے کی حالت ہمکو اچھی طرح معلوم ہے۔

دہم۔ آپ نے ہماری تعمیر مسجد احمدیہ لنڈن پر حسد اور بغض سے جلکر اسکا نام بیعہ یا گرجہ رکھا ہے۔ تو مسجد کو گرجہ کہنے والے آپ جیسے خبیثوں کا کام ہے اگرچہ ہماری مسجد میں لا الٰہ الا اللہ اور محمدؐ رسول اللہ ہی کے نعرے بلند ہونگے۔ انشاء اللہ۔ مگر جس مسجد نبوی میں وفد نجران نے گرجہ کیا۔ آپ کے نزدیک تو شاید وہ بھی بیعہ کہلائیگا۔ اگرچہ ہماری مسجد میں ابھی تعمیر ہی نہیں تو کسی عیسائی نے کیا گرجہ کرنا ہے۔

تاہم ہمارا جواب یہ ہے کہ موتوا بغیضکم ؛

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از نتھیا گلی
ضلع ہزارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آیت۔ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر کی تفسیر

(سیکھوانی)

از جناب مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل

اعتراض: غیر احمدی علماء کی طرف سے ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب جنکو تم مسیح موعودؑ خیال کرتے ہو۔ ان کو مسیح ناصری سے کیا نسبت اور کیا مشابہت ہے کیونکہ مسیح ناصری تو پرندوں کے خالق تھے۔ چنانچہ ابھی تک انکی پیدائش سے چمگادڑ وغیرہ جانور موجود ہیں۔ اور نیز وہ تو حقیقی مردوں کو زندہ کرتے تھے اور غیب کی باتیں بتایا کرتے تھے۔ اور پیدایشی اندھوں اور پھل بہری والوں کو اچھا کیا کرتے تھے لیکن حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب ان مذکورہ بالا امور سے کوئی بات بھی نہ کرسکے۔ تو وہ کیسے مسیح موعودؑ ہو سکتے ہیں۔ سو ہم اپنے اس مضمون میں ہر ایک بات کا علیحدہ علیحدہ جواب دینے سے پہلے ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر جواب دیتے ہیں !

جواب: اوّل تو یہ جواب ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے رسولوں اور نبیوں اور دوسرے مرسلین کی صداقت کا معیار انہی باتوں کو نہیں ٹھیرایا۔ اگر یہی مذکورہ چار باتیں ہی معیار صداقت ہیں۔ تو پھر دوسرے انبیاء کی نبوت سے ہم نبی کریم کو ہی لے لیتے ہیں۔ کہ آیا آپ نے یہ مذکورہ بالا معجزے دکھائے ہیں یا نہیں۔ سو آپ نے نہ تو کوئی پرندہ بناکر دکھایا۔ اور نہ ہی حقیقی مردے زندہ کئے۔ اور نہ ہی آپ نے ایسی غیب کی باتیں کہ جو کفار اپنے گھروں میں کھاتے اور جمع کرتے ہوں۔ بتائیں۔ اور نہ ہی آپ نے مادرزاد اندھوں کو اچھا کرکے دکھایا۔ آپ کا مؤذن ابن ام مکتوم بیچارہ آپکے پاس اندھا ہونیکی حالت میں برسوں رہا۔ آپ نے اسکو بھی بینا نہ کیا۔ پس جبکہ آپ نے ان معجزات سے جو حضرت عیسیٰؑ نے دکھائے۔ ایک معجزہ بھی نہ دکھایا۔ تو کیا نعوذ باللہ آپ صادق نہ تھے۔ ضرور تھے۔ چنانچہ فریق مخالف کے نزدیک بھی آپکا خاتم الانبیاء اور افضل الرسل ہونا مسلم ہے۔ پس ظاہر ہے۔ کہ کسی مرسل کی صداقت کا معیار وہی امور اربعہ نہیں ہیں۔ بلکہ اور بھی ہو سکتے ہیں ؛ اسکے بعد ہم ان امور کو بالترتیب لیتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ آیا وہ امور واقعی حضرت مسیح ناصری سے اسی طریق پر صادر ہوئے ہیں جسکا فریق مخالف مدعی ہے۔ یا کسی اور طریق پر۔

مسیحؑ خالق نہیں تھے

پہلے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیا مسیحؑ خالق الطیور تھے۔ اور وہ ان معنوں میں کہ جسکا فریق مخالف مدعی ہے۔ قرآن کریم اور لغت کی رو سے خالق کہلا سکتے ہیں ؛ سو ہم عدم خالقیت مسیحؑ پر تین دلائل از روئے علم منطق پر جسکی تعریف علماء منطق نے آلۃ تعصم مراعاتہا الذھن عن الخطاء فی الفکر کی ہے پیش کرتے ہیں !

پہلی دلیل: یہ قضیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر خالق ہیں اور تمام انبیاء اور رسل سے افضل ہیں۔ صحیح اور صادق ہے۔ اور مسلم فریقین ہے پس اگر کوئی ایسی بات کسی رسول کی طرف منسوب کیجائے کہ جس سے اس رسول کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا ثابت ہو تو وہ بات باطل ہوگی۔ کیونکہ وہ

قضیہ مسلمہ کے خلاف ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مسیحؑ کو خالق ماننا اور اسکی طرف ایک قسم کی پیدائش منسوب کرنا۔ یہ ایک ایسی بات ہے۔ کہ جس سے مسیحؑ کو نبی کریمؐ سے افضل ماننا پڑتا ہے۔

پس پہلی دلیل مسیحؑ کی عدم خالقیت پر یہ ہے کہ اگر مسیحؑ کو خالق مان لیا جائے۔ جیساکہ فریق ثانی مانتا ہے تو اس سے نتیجہ قضیہ مسلمہ کے خلاف نکلیگا۔ اور وہ بذریعہ شکل اول جوکہ بدیہی الانتاج ہے یوں ہے۔

(صغریٰ) مسیحؑ ناصری خالق ہیں۔

(کبریٰ) اور جو خالق ہو وہ غیر خالق سے افضل ہوتا ہے

نتیجہ مسیحؑ ناصری غیر خالق سے افضل ہیں؛ اب چونکہ نبی کریمؐ کا غیر خالق ہونا مسلم ہے۔ اسلئے اس نتیجہ بالا سے لازم آیا کہ مسیحؑ ناصری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں۔ حالانکہ یہ قضیہ مسلمہ کے خلاف ہے؛

نتیجہ کے غلط ہونیکی وجہ اب ہم نتیجہ کے غلط ہونیکی وجہ تلاش کرتے ہیں۔ کہ نتیجہ کیوں غلط آیا۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ نتیجہ کا بطلان دلیل کے بطلان کو مستلزم ہوا کرتا ہے۔ اور برہان میں دو طرح کے فساد ہوتے ہیں۔ ایک کہ اختلاف ہیئت میں ہو۔ دوسرا یہ کہ اختلاف مادہ میں ہو۔ اسمیں اختلاف ہیئت تو نہیں ہے۔

پہلی شکل ہے۔ جوکہ بدیہی الانتاج ہے۔ اور اس کی شروط ایجاب صغریٰ اور کلیۃ کبریٰ بھی پائی جاتی ہیں تو اب ہم اختلاف مادہ دیکھتے ہیں۔ کہ صغریٰ اور کبریٰ میں کسی قسم کا فساد ہو۔ پس کبریٰ میں کہ "جو خالق ہو۔ وہ غیر خالق سے افضل ہوتا ہے" کسی قسم کا فساد نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید سے ثابت ہے جیسے خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ افمن یخلق کمن لا یخلق افلا تذکرون (سورۃ نحل ع ۲) کہ خالق اور غیر خالق برابر نہیں ہیں۔ اب اگر فساد ہے۔ تو صغریٰ میں جو یہ ہے کہ "مسیحؑ ناصری خالق ہیں"۔ کیونکہ اگر صغریٰ کو بھی صحیح مانا جاوے۔ تو نتیجہ بھی صحیح آنا چاہیئے۔ لیکن نتیجہ صحیح نہیں ہے۔ جب مسیحؑ کا خالق ہونا ایسے نتیجہ کو مستلزم ہے جو بدیہی البطلان ہے۔ تو مسیحؑ کا خالق ہونا بھی بدیہی البطلان ہوا۔ کیونکہ مستلزم باطل باطل ہوتا ہے

دوسری دلیل دوسری دلیل جو عدم خالقیت مسیحؑ پر قرآن مجید نے دی ہے وہ بذریعہ شکل اول اس طرح پر ہے۔

(صغریٰ) مسیحؑ ناصری معبود من دون اللہ مانے جاتے ہیں

(کبریٰ) اور جسقدر معبود من دون اللہ مانے جاتے ہیں وہ کسی چیز کے خالق نہیں؛

نتیجہ۔ مسیحؑ کسی چیز کے خالق نہیں؛

(ثبوت صغریٰ) قرآن مجید میں خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ کو (مائدہ ع ۱۰) اور لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم کہ وہ لوگ کافر ہیں جو تثلیث کے قائل ہیں اور جو مسیحؑ ابن مریم کو خدا مانتے ہیں۔ پھر مشاہدہ بھی ثابت کر رہا ہے۔ کہ ایک قوم ہے۔ جو تثلیث کی قائل ہے اور مسیحؑ کو ابن اللہ مانتی ہے۔ اور خدا کا شریک قرار دیتی ہے۔ پس صغریٰ تو آیات قرآنیہ سے بوضاحت تمام ثابت ہوا۔

(ثبوت کبریٰ) ثبوت کبریٰ کہ جسقدر معبود من دون اللہ ہیں وہ کسی چیز کے خالق نہیں ہیں۔ یہ ہے۔ کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیأ لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب (سورۃ حج ع ۱۰) خداتعالیٰ نے اس آیت میں تحدی کے ساتھ فرمایا ہے۔ کہ جو خدا کے سوا پکارے جاتے ہیں۔ وہ ایک مکھی بھی نہیں پیدا کر سکتے۔ اگرچہ وہ سارے جمع ہو کر بنانیکی کیوں نہ کوشش کریں۔ انہوں نے پیدا کیا کرنا ہے ان کو تو اتنی بھی طاقت نہیں ہے۔ کہ اگر مکھی انکی کوئی چیز اٹھا کر لیجائے تو وہ اس سے چھین سکیں پس مسیح علیہ السلام جوکہ خدا کے سوا پکارے جاتے ہیں۔ وہ بھی اس آیت کی رو سے پرندے نہیں بنا سکتے اور نہ ہی انہوں نے بنائے جیساکہ ہم ثابت کرینگے۔ پھر خداتعالیٰ سورۂ نحل ع ۲ میں معبودان باطلہ کے لئے فرماتا ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیأ وھم یخلقون"۔ یعنی وہ لوگ جوکہ اللہ کے سوا پکارے جاتے ہیں۔ وہ کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی نہیں پیدا کر سکتے۔ اور انہوں نے پیدا کیا کرنا ہے۔ وہ تو خود مخلوق ہیں۔ تو مخلوق خالق کیسے ہو سکتا ہے۔ پس اس آیت میں بھی خداتعالیٰ نے معبودان باطلہ سے خلق کی نفی فرمائی ہے اب کبریٰ بھی اس شکل کا صحیح ثابت ہوا جب مقدمتین صحیح ہوئے تو نتیجہ (کہ مسیحؑ کسی چیز کے خالق نہیں) بھی صحیح ہوا۔

تیسری دلیل اب ہم اس قضیہ کو کہ مسیحؑ پرندوں کے خالق تھے۔ اور انکی خلق میں سے اب تک چمگادڑ وغیرہ موجود ہیں۔ بذریعہ شکل اول باطل کرتے ہیں۔ اور وہ اس طرح پر ہے۔

(صغریٰ) پرندے (چمگادڑ ہو یا کوئی اور پرندہ) شئی من الاشیاء ہیں۔

(کبریٰ) اور جسقدر اشیاء ہیں۔ ان سب کا خالق خداتعالیٰ ہی ہے۔ انکے پیدا کرنے میں اسکا کوئی شریک نہیں۔

نتیجہ = پرندوں کے (چمگادڑیں ہوں یا کوئی اور پرندہ) پیدا کرنے میں خداتعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔

صغریٰ۔ اس شکل کا بدیہی ہے۔ اس پر کسی برہان کے قایم کرنیکی ضرورت نہیں۔

اور ثبوت کبریٰ کا یہ ہے۔ کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم۔ قل اللہ خالق کل شئی وھو الواحد القھار (سورۂ رعد ع ۲) کہ کیا انہوں نے خدا کے شریک بنائے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے بھی خداتعالیٰ کے خلق کی طرح خلق کی ہے۔ پھر ان پر خلق متشابہ ہو گئی۔ پتہ نہیں رہا کہ خداتعالےٰ کی کونسی مخلوق ہے اور شرکاء کی کونسی تو کہدے کہ خداتعالیٰ ہی ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ وہ واحد اور قہار ہے۔ کیونکہ اگر بعض ایسی اشیاء

بھی ہو ہیں جو اسکی مخلوق سے نہیں تو وہ واحد نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ واحد کے تو معنے یہی ہیں کہ وہ ہر ایک وجہ سے واحد ہے۔ پس اگر بعض اشیاء کا خدا تعالیٰ کے سوا کوئی خالق مانا جائے تو وہ واحد نہیں رہیگا۔ کیونکہ شرک فی الصفات لازم آئیگا۔ اور کوئی اور خدا تعالیٰ کا پیدا کرنے میں شریک ماننا پڑیگا۔ لیکن شریک الباری ہونا محال ہے پس جو مستلزم محال ہے وہ بھی محال۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ کی خلق کیطرح کوئی خلق نہیں کر سکتا؛

پھر سورۂ انعام ع۱۳ میں فرماتا ہے۔ بدیع السموٰت والارض انی یکون له ولد ولم تکن له صاحبة وخلق کل شیئ وهو بکل شیئ علیم ذالکم الله ربکم لا اله الا هو خالق کل شیئ فاعبدوه وهو علیٰ کل شیئ وکیل؛ کہ خدا تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اسکے لئے ولد کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اسکی کوئی بیوی نہیں اور اسی نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ہے۔ اور وہ ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے۔ یہی خدا ہے جو تمہارا رب ہے۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اسواسطے عبادت کے لائق بھی وہی ہے۔ اسی کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر ایک چیز پر وکیل ہے؛ اس آیت میں بھی صاف فرمایا کہ حضرت عیسیٰ جو خدا تعالیٰ کا ولد بنایا جاتا ہے۔ تو ولد کیلئے والدہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور خدا کی کوئی بیوی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر بیوی ہوتی تو اسکی جنس سے ہونی چاہئے تھی۔ اور علیٰ ہذا القیاس اسکا ولد بھی لیکن اسکا ولد اور صاحبہ کیوں نہیں۔ اس واسطے کہ اسکی جنس سے کوئی چیز نہیں ہے۔ اسکے سوا باقی تمام چیزیں اسکی مخلوق ہیں۔ اور کوئی چیز دنیا کی ایسی نہیں ہے۔ کہ جو اسکی مخلوق نہ ہو۔ اور اسکا کوئی اور خالق ہو۔

پھر سورہ روم ع۴ میں فرماتا ہے۔ الله الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم هل من شرکائکم من یفعل من ذالکم من شیئ سبحانه وتعالیٰ عما یشرکون؛ کہ خدا تعالیٰ ہی تمہارا خالق ہے۔ وہی رازق ہے۔ وہی تمہارا ممیت ہے۔ اور وہی محی ہے۔ کیا تمہارے شریکوں میں سے بھی کوئی ایسا ہے کہ جو یہ کام کر سکے خدا تعالیٰ پاک ہے۔ اس چیز سے جو وہ شرک کرتے ہیں؛ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں شرک کا بطلان اس طرح پر کیا ہے۔ کہ جنکو وہ لوگ خدا کا شریک ٹھیراتے ہیں وہ خالق نہیں ہیں پس مسیحؑ کو خالق قرار دینا دوسرے لفظوں میں اس آیت کی تکذیب کر کے خدا تعالیٰ کا شریک ٹھیرانا ہے۔

کبریٰ اس شکل کا بھی بکمال وضاحت ثابت ہوگیا جب مقدمتین صحیح ہوئے تو نتیجہ بھی صحیح ہوا......

مسیحؑ کیلئے خلق کا لفظ

کن معنوں میں استعمال ہوا

جب مذکورہ بالا ... دلائل سے بکمال وضوح ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کی خلق کی طرح کوئی خلق نہیں کر سکتا اور دنیا کی کوئی بھی چیز نہیں ہے جسکا خالق خدا تعالیٰ ہی نہ ہو۔ تو اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ مسیحؑ کے لئے جو خلق کا لفظ وارد ہوا ہے۔ وہ کن معنوں میں ہے۔ تو اس بات کے ثابت کرنے کیلئے پہلے ہم لغات عرب سے دیکھتے ہیں۔ کہ خلق کا لفظ جب انسان کیلئے بولا جائے تو اسکے کیا معنے ہوتے ہیں؛

(۱) ملاحظہ ہو۔ مفردات راغب بر حاشیہ نہایۂ ابن الاثیر صفحہ ۳۴۳ جلد ۱

والخلق لا یستعمل فی کافة الناس الا علیٰ وجهین احدهما فی معنی التقدیر کقول الشاعر۔ ولانت تفری ما خلقت وبعض القوم یخلق ثم لا یفری والثانی الکذب نحو قوله وتخلقون افکا"؛ ترجمہ خلق کا لفظ تمام لوگوں کیلئے سوائے دو وجہوں کے استعمال نہیں ہوتا ایک تو تقدیر اور اندازہ کرنیکے معنوں میں۔ جیساکہ شاعر کے مذکورہ بالا شعر میں خلق کا لفظ اندازہ کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ اور دوسرے کذب اور جھوٹ کیلئے مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وتخلقون افکا۔ یعنی تم جھوٹ بناتے ہو۔

(۲) پھر ملاحظہ ہو لسان العرب جلد ۱۱ صفحہ ۳۷۳ و تاج العروس؛ "وقوله تعالیٰ انی اخلق لکم من الطین خلقه تقدیره ولم یرد انه یحدث معدوما"؛ خدا تعالیٰ کے قول انی اخلق لکم من الطین میں خلق سے مراد اندازہ کرنا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ معدوم چیز کو پیدا کرتا تھا۔

پھر تفسیر بیضاوی میں زیر آیت الذی خلقکم میں لکھا ہے؛ "الخلق ایجاد الشیئ علیٰ تقدیر و استواء واصله التقدیر یقال خلق النعل اذا قدرها وسواها بالمقیاس"؛ ترجمہ خلق کے معنی کسی چیز کا اندازہ اور استواء کی حالت پر ایجاد کرنا ہے اور اصل اسکے معنے اندازہ کے ہیں خلق النعل اس وقت کہا جاتا ہے۔ جبکہ اسکو مقیاس پر ٹھیک کرے اور اسکا اندازہ کرے۔ اسی طرح قاموس جلد ۳ میں لکھا ہے۔ الخلق التقدیر پھر صحاح جز ۲ صفحہ ۳ میں لکھا ہے۔ "الخلق التقدیر یقال خلقت الادیم اذا قدرته قبل القطع"؛ خلق اندازہ کرنیکو کہتے ہیں۔ تو خلقت الادیم اسوقت کہا جاتا ہے۔ جب تو اسکا کاٹنے سے پہلے اندازہ کرے"؛

(ترجمہ آیت) جب یہ ثابت ہو چکا کہ مسیحؑ ناصری کا پرندوں کو خدا تعالیٰ کی خلق کیطرح خلق کرنا باطل ہے تو پھر انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر کے کیا معنے ہیں۔

اسکے لئے اول ہم یہاں پر بعض تفسیروں سے بتاتے ہیں کہ اس آیت سے کیا مراد ہے۔ اسکے بعد ہم ایک اور معنے بتائینگے۔

خازن ملاحظہ ہو خازن جلد ۱ صفحہ ۳۸

قال وهب کان یطیر ما دام الناس ینظرون الیه فاذا غاب عنهم سقط میتا لیتمیز فعل

المخلوق من الخالق"۔ وہب نے کہا ہے۔ کہ جب تک پرندے کی طرف لوگ دیکھتے رہتے تھے۔ تو وہ اڑتا رہتا تھا۔ اور جب ان سے غائب ہو جاتا۔ تو مرکر گر پڑتا تھا تاکہ فعل مخلوق فعل خالق سے پہچانا جائے وہب کے قول سے ظاہر ہے۔ کہ مسیحؑ نے جو پرندے بنائے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کے پرندوں کی طرح نہیں تھے بلکہ وہ ایسی پیدائش ہوتی تھی۔ جو تھوڑی دیر کے بعد گر پڑتے۔ اور یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایسی باتیں ایسے وقت میں جبکہ اس علم کا رواج نہیں تھا۔ صادر ہوئی ہوں اور معجزہ کے طور پر دکھائی گئی ہوں۔

دوسرے معنے۔ اس آیت کے دوسرے معنے یہ بھی ہیں۔ جو زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ اور جو عین بعثت انبیاء کی غرض کے مطابق ہیں۔ اور آیت کے بھی۔ کیونکہ آیت میں حضرت مسیحؑ کا قول یہ ہے۔ کہ انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم۔ کہ میں ایک نشانی تمہارے پاس لایا ہوں۔ وہ یہ کہ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللّٰہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللّٰہ و انبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لآیۃ لکم ان کنتم مؤمنین دیکھئے آخر میں بھی یہی فرمایا کہ ان میں تمہارے لئے ایک نشانی ہے۔ آیات نہیں فرمایا۔ تو اگر ہم ظاہری معنے مراد لیں تو اس سے ایک نشانی نہیں بنیگی بلکہ کئی نشانیاں ہونگی۔ پس ان معنوں کے لحاظ سے جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ایک نشانی اس طرح بن سکتی ہے۔ کہ تمام باتوں سے مراد انکو ہدایت دیکر سیدھے راستے پر قایم کرنا ہے۔ اور وہ یوں۔ کہ میں تمہارے لئے اندازہ یا تجویز کرتا ہوں۔ مٹی سے یعنی انسانوں سے:

طین سے مراد طین سے مراد انسان ہے بلاغت کا قاعدہ ہے۔ کہ سبب کو مسبب کی جگہ لے آتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ رعینا الغیث۔ ہم نے اپنے اونٹوں یا چوپایوں کو بارش چرائی۔ حالانکہ بارش کوئی نہیں چرایا کرتا بلکہ گھاس وغیرہ چرائی جاتی ہے۔ تو رعینا الغیث اسواسطے کہا جاتا ہے۔ کہ بارش گھاس وغیرہ اشیاء کے اگنے کا سبب ہے۔ اس لئے مسبب کی جگہ سبب کو بیان کر دیا۔ پس رعینا الغیث کے معنے یہ ہوئے کہ ہم نے گھاس چرائی۔ اسی طرح انسان کو بھی مٹی سے بنایا گیا ہے۔ جیسے مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہے۔

(۱) ھو الذی خلقکم من طین (انعام)

(۲) لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین۔ (مؤمنون)

(۳) الذی احسن کل شئ خلقہ وبدأ خلق الانسان من طین۔ (سجدہ)

(۴) فاستفتھم اھم اشد خلقا ام من خلقنا انا خلقناھم من طین لازب (صٰفٰت)

پس آیت انی اخلق لکم من طین میں طین کو جس سے کہ انسان بنائے گئے تھے۔ فرمایا میں تمہارے لئے اندازہ کرتا ہوں۔ انسانوں سے مثل شکل تیار کرنے پرندے کے یعنی جس طرح پرندہ اپنے انڈوں میں اپنے جسم کی گرمی پہنچاتا ہے۔ اور اس گرمی سے پھر ایک اور پرندہ انڈوں سے نکل آتا ہے۔ اسی طرح میں بھی انسانوں کو کلام الٰہی سناتا ہوں۔ جسکو وہ سنکر خدا تعالیٰ کی طرف پرواز کرنیوالے بن جاتے ہیں۔ اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ انسان جو مٹی سے بنے ہیں جس طرح کہ گیلی مٹی سے جو شکل بنانا چاہیں۔ بنا سکتے ہیں۔ اسیطرح میں ان کی طینت کو بھی طین کی طرح بناتا ہوں اور پھر جیسا کہ پرندے اوپر کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف پرواز کرنیوالے بن جاتے ہیں۔

ابرئ الاکمہ والابرص اب دوسرا تشریح طلب لفظ ابرئ الاکمہ والابرص ہے اسکے بھی ہم دو معنے تحریر کرتے ہیں:

پہلے معنے پہلے معنے تو اسکے یہ ہیں۔ کہ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں۔ کہ میں اندھوں اور پھل بہری والوں کو شفاء دیتا ہوں۔ اکمہ کے معنے مختلف کئے گئے ہیں۔

ملاحظہ ہو درمنثور جلد ۲ صـ ۳۲

اخرج ابو عبید الفریابی وعبد ابن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن الانباری فی کتاب الاضداد عن مجاہد قال الاکمہ الذی یبصر بالنہار ولا یبصر باللیل و عن عکرمہ قال الاکمہ الاعمش"۔

مجاہد نے کہا ہے۔ کہ اکمہ سے مراد شبکوری والا ہے جو دن کو دیکھتا ہے۔ اور رات کو نہیں دیکھتا اور عکرمہ نے کہا ہے۔ کہ اکمہ اعمش چندھے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح تفسیر خازن جلد ۱ صـ ۲۸۰ میں ہے۔ "ابرئ الاکمہ والابرص ای اشفی الاکمہ والابرص واصحھما واختلفوا فی الاکمہ فقال ابن عباس ھو الذی ولد اعمیٰ وقیل ھو اعمیٰ وان کان ابصر وقیل ھو الاعشیٰ وھو الذی یبصر بالنہار ولا یبصر باللیل"۔ یعنی میں اکمہ اور ابرص کو شفاء دیتا ہوں۔ اور تندرست کرتا ہوں۔ اکمہ کے معنے ابن عباس نے پیدائشی اندھے کے کئے ہیں اور مطلقاً اندھے کے بھی کئے گئے ہیں۔ نیز "شبکور" (جو دن کے وقت دیکھتا ہے۔ رات کو نہیں دیکھتا) کے بھی کئے گئے ہیں۔ پس ایسے بیماروں کو حضرت مسیحؑ اچھا کرتے تھے۔ تو اسمیں انکی کوئی فضیلت نہیں۔ بعض طبیبوں سے بھی ایسے بیمار تندرست ہو جایا کرتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ایسے بیماروں کو دعاء سے اچھا کیا ہے۔ جو بالکل لا علاج تھے۔ جیسا کہ ہم احی الموتیٰ کی تفسیر کرتے ہوئے بعض بیماروں کا ذکر کرینگے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعاء سے شفاء پائی۔

دوسرے معنے دوسرے معنے اس آیت کے یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ اکمہ سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو سیدھے راستے کے دیکھنے سے بالکل اندھے

چنانچہ قرآن مجید میں بہت جگہ کافروں کو اندھا کرکے پکارا گیا ہے۔ جیسے فرمایا صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ؁ اور مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی ؁ یعنی جو خدا تعالیٰ کو یہاں دیکھنا نہیں چاہتا۔ وہ آخرت میں بھی دیدار الٰہی نہیں پا سکتا۔ پس اکمہ سے مراد کافر ہو سکتے ہیں۔ اور ابرص سے مراد منافق ہو سکتے ہیں۔ جنکی حالت قرآن مجید نے یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم بیان فرمائی ہے۔ کہ وہ ظاہر میں تو اپنے آپکو بڑے متقی اور پرہیزگار پیش کرتے ہیں لیکن دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ بس ایسے لوگوں کو ابرص کرکے پکارا گیا ہے۔

وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم اس ایت سے یہ مراد نہیں کہ وہ لوگ جو کھاتے تھے اور گھروں میں جمع کرتے تھے۔ بتاتے تھے۔ کیونکہ یہ نبیوں کا کام نہیں ہوتا۔ کہ وہ دوسروں کے گھروں کی چیزوں کی تلاش اور پڑتال کرتے رہیں۔ بلکہ اسکے معنے یہ ہیں۔ کہ میں تمکو خبر دیتا ہوں۔ ان چیزوں کی جو تم کھاتے ہو۔ اور جو تم اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔ وہ کیا کھاتے تھے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں یہود کے متعلق فرماتا ہے۔ واخذھم الربٰو وقد نھوا عنہ واکلھم اموال الناس بالباطل (پارہ ۶ ع ۲) اور ہم نے یہود پر طیبات حرام کی تھیں انکے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ وہ اس سے منع کئے گئے تھے۔ اور لوگوں کے مال کو باطل کے ساتھ کھانیکی وجہ سے یعنی یہود سود اور رشوتیں لیتے تھے۔ اور حرام مال کھاتے اور جمع کرتے تھے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وترٰی کثیراً منھم یسارعون فی الاثم والعدوان واکلھم السحت (پارہ ۶ سورۃ مائدہ ع ۹) یعنی بہت سے اہل کتاب سے تو ایسے پائیگا۔ جو گناہ اور دشمنی میں جلدی کرتے ہیں۔ اور حرام مال کھاتے ہیں۔ پس حضرت مسیحؑ یہود کو نصیحت فرماتے تھے۔ کہ تم ایسے مال مت جمع کرو۔ نہ کھاؤ۔ وہ زکوٰۃ وغیرہ بھی نہیں دیتے تھے۔ ایسے اموال جمع کرنے چونکہ دوزخ میں لے جانے والے تھے۔ جیسے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم الآیہ الی فذوقوا ما کنتم تکنزون (پارہ ۱۰ ع ۱۱) اور ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ (پارہ ۴ ع ۹) اس لئے ان سے منع فرمایا۔ پس یہ دونوں آیتیں بتاتی ہیں۔ کہ ایسے مال جنہیں سے خدا تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کیا جاتا وہ مال عذاب کا موجب ہیں۔ حضرت مسیحؑ ناصری انکو نصیحت کیا کرتے اور بتایا کرتے کہ تم ایسے مال مت کھاؤ اور مت جمع کرو۔

واحی الموتیٰ باذن اللہ سے یہ مراد لینا کہ مسیح ناصری حقیقی مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ غلط ہے۔ اسکے باطل کرنیکے لئے ہم دو منطقی دلائل دیتے ہیں

پہلی دلیل قیاس استثنائی جسکی تعریف یہ ہے۔ کہ اسمیں عین نتیجہ یا نقیض اسکی بالفعل مذکور ہو۔ اور شکل اس قیاس کی باقاعدہ منطقیہ اس طرح پر ہے۔

(۱) اگر مسیح علیہ السلام نے مردے زندہ کئے ہیں تو وہ خدا تعالیٰ کے شریک ہیں۔

(۲) لیکن مسیحؑ نے مردے زندہ کئے ہیں!

(۳) نتیجہ = یہ ہوا کہ مسیحؑ خدا تعالیٰ کے شریک ہیں چونکہ یہ نتیجہ کہ "مسیحؑ خدا تعالیٰ کے شریک ہیں"۔ غلط ہے۔ کیونکہ شریک الباری محال ہے۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ نتیجہ کیوں غلط ہوا۔ سو اسکے غلط ہونے کی وجہ سوائے صغریٰ کے صحیح ماننے کے اور کوئی نہیں۔ کیونکہ ثبوت اس بات کا جو مردہ زندہ کرے وہ خدا تعالےٰ کا شریک ہے۔ یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکائکم من یفعل من ذالکم من شیء۔ اور آیت ربی الذی یحی ویمیت سے ثابت ہے۔ کہ ممیت اور محی سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ اور نہ ہی یہ کام کوئی کر سکتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے تحدی کرکے فرمایا ہے۔ کہ اگر تمہارے شریک بھی جنکو تم خدا کے سوا پکارتے ہو۔ یہ کام کرتے ہوں تو ہمارے سامنے لاؤ۔ اور بتاؤ کہ ان میں سے کوئی بھی چیز انہوں نے کی ہو۔ پس جبکہ زندہ کرنا صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ مسیحؑ کی نسبت کہنا کہ وہ بھی حقیقی مردوں کو زندہ کرتے تھے دوسرے لفظوں میں مذکورہ بالا آیت کی رو سے اس کو خدا تعالیٰ کا شریک ماننا ہے۔ نیز اگر تسلیم کر لیا جائے۔ کہ مسیحؑ ناصری مردوں کو زندہ کرتے تھے تو عیسائی بہت آسانی سے ہم پر اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ کہ سکتے ہیں۔ کہ دیکھو خدا تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت میں شرکاء کو مقابلہ میں بلایا ہے۔ کہ کیا کوئی ایسا خدا کا شریک ہے۔ جو ان چاروں امور سے (جو خدا ہی کے ساتھ مختص ہیں۔) ایک امر بھی کر سکتا ہو۔ جب تم خود مانتے ہو کہ مسیح علیہ السلام مردے زندہ کرتے تھے۔ تو ثابت ہوا کہ مسیحؑ خدا تھے۔

ملاحظہ فرمایئے یہ غلط نتیجہ۔ اس قضیہ کو کہ مسیحؑ نے مردے زندہ کئے ہیں۔ صحیح ماننے سے لازم آیا ہے۔ اب ہم قضیہ "مسیحؑ نے مردے زندہ کئے ہیں"۔ کی نقیض لیتے ہیں۔ جو ضرور صحیح ہوگی۔ کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے۔ اور وہ بذریعہ قیاس استثنائی اس طرح پر ہے۔ اگر مسیحؑ نے مردے زندہ نہیں کئے تو وہ خدا تعالیٰ کے شریک نہیں لیکن مسیحؑ نے مردے زندہ نہیں کئے۔

نتیجہ۔ اسلئے مسیح علیہ السلام خدا تعالیٰ کے شریک نہیں۔ پس پہلے نتیجہ کی نقیض کو لینے سے نتیجہ صحیح نکلا۔
خلاصہ یہ کہ پہلا نتیجہ غلط نکلا تو اسکا غلط ہونا اس عقیدہ (کہ مسیح علیہ السلام نے مردے زندہ کئے ہیں) کے باطل ہونیکو مستلزم ہے۔ کیونکہ مستلزم باطل باطل ہوتا ہے۔

دلیل دوم دوسری دلیل بذریعہ قیاس استثنائی مسیح کے حقیقی مردوں کو نہ زندہ کرنے پر یوں ہے:
اگر مسیح علیہ السلام کے ہاتھ سے مردہ زندہ ہوئے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ مردے دنیا میں واپس لوٹ سکتے ہیں۔ لیکن مردے دنیا میں لوٹ نہیں سکتے۔
نتیجہ: اسلئے مسیح علیہ السلام کے ہاتھ سے مردے زندہ نہیں ہوئے۔
اس بات کا ثبوت کہ مردے دنیا میں نہیں واپس آسکتے یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے **حرام علےٰ قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون**۔ ترجمہ۔ کہ جس بستی کو ہم ہلاک کردیں۔ اسکے رہنے والے پھر واپس نہیں لوٹ سکتے۔
سوال۔ اگر کوئی کہے کہ یہ آیت ان کے لئے ہے۔ جو ہلاک ہوئے ہیں۔ دوسروں کے لئے نہیں۔ یعنی کافر مراد ہیں۔ جو مورد غضب الٰہی ہو کر ہلاک ہوئے ہیں۔
جواب۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ ہلاکت کا لفظ قرآن مجید میں مؤمنین اور انبیاء کے لئے بھی آیا ہے۔ جیسے [illegible] فرمایا ہے **ان امرؤ ھلک ولیس لہ ولد** (سورہ نساء ع ۲۳) اور حضرت یوسف علیہ السلام کیلئے فرمایا۔ **ولقد جاءکم یوسف من قبل فما زلتم فی شک مما جاءکم بہ حتیٰ اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولا**۔ (سورہ مؤمن ع ۴) پس ہلاکت کے لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اس سے وہی مراد ہیں جو کافر ہوں۔

دوسری آیت۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے **حتیٰ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون**۔
ترجمہ۔ جب کسی کو موت آتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ اے میرے رب تو مجھے دنیا میں واپس لوٹا دے تاکہ میں وہ نیک عمل کروں جنکو میں نے چھوڑا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ہرگز نہیں ایسا ہوتا۔ یہ ایک کلمہ ہے جسکو وہ کہیگا۔ وہ دنیا میں واپس نہیں لوٹ سکتے۔ بلکہ ان کے ورے ایک مقام برزخ ہے۔ جسمیں وہ قیامت کے دن تک رہیں گے۔ پس ان دونو آیات سے ثابت ہے۔ کہ مردے دنیا میں نہیں لوٹ سکتے۔

تیسری آیت۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون** (پارہ الم ع ۳) خدا تعالیٰ نے دو موتیں اور دو زندگیاں رکھی ہیں۔ تیسری کوئی موت اور حیات نہیں۔ فتدبر

چوتھی آیت۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **انک میت وانھم میتون ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون**۔ (سورہ زمر ع ۴)
اس آیت میں بھی [illegible] فرمایا ہے۔ کہ انسان کو جو زندگی کے بعد موت آتی ہے۔ اسکے بعد وہ دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ بلکہ پھر قیامت کے دن ہی مبعوث ہوگا۔

پانچویں آیت۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے **ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم جعلنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأناہ خلقا اٰخر فتبارک اللہ احسن الخالقین ثم انکم بعد ذالک لمیتون ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون** (سورہ مؤمنون ع ۱) اس آیت میں انسان کی شروع سے پیدائش کا حال بیان کیا۔ اور قیامت تک کی حالت بیان کی۔ زندگی کے بعد ایک موت بیان کی۔ پھر فرمایا۔ کہ اس موت کے بعد پھر زندہ نہیں ہونا اور پھر نہیں مرنا۔ بلکہ اس موت کے بعد پھر قیامت کے دن ہی ان کا بعث ہوگا۔
مذکورہ بالا تمام آیات اس بات کو ثابت کرتی ہیں۔ کہ دنیا میں مردے نہیں لوٹ سکتے اور اگر وہ لوٹ آئیں۔ اور پھر مریں۔ تو وہ ان آیات کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ ان کے لئے ایک اور موت اور حیات ماننی پڑے گی جسکا ہونا ان آیات کے مخالف ہے۔

حدیث سے عدم رجوع موتیٰ کا ثبوت حدیث مسلم جلد ۲ کتاب قتل الحیات میں یہ حدیث آئی ہے جسکا میں ترجمہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ ابو سائب مولیٰ ہشام ابن زہرہ نے کہا کہ میں ابی سعید خدری کے گھر میں گیا وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ پس میں وہاں ان کے گھر میں ان کے نماز کے ختم ہونیکا انتظار کرنے لگا۔ انتظار کی حالت میں مجھے گھر کے ایک کونے سے [illegible] پھر کر دیکھا تو وہاں ایک سانپ تھا۔ میں اسکے قتل کرنے کیلئے اٹھا۔ تو ابو سعید نے مجھے بیٹھ جانیکا اشارہ کیا۔ میں بیٹھ گیا۔ جب وہ نماز ختم کرچکے۔ تو مجھے مخاطب کرکے کہا کہ کیا تو یہ گھر دیکھتا ہے۔ میں نے

کہا کہ ہاں تو ابو سعید نے کہا کہ اس گھر میں ایک جوان رہتا تھا۔ جو کہ نیا شادی شدہ تھا۔ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ احزاب میں خندق کی طرف نکلے۔ اور وہ جوان ہر روز دوپہر کے وقت نبی کریمؐ سے اجازت لیکر گھر آتا تھا۔ اور رات کو پھر واپس فوج میں آجایا کرتا۔ ایک دن اسنے نبی کریمؐ سے اجازت مانگی۔ تو آپنے فرمایا کہ اپنے ہتھیار ساتھ لے لو کیونکہ میں تجھ پر سانپ [illegible] کے ضرر سے ڈرتا ہوں۔ جب وہ جوان ہتھیار لیکر گھر آیا اور اپنی بیوی کو دروازے میں کھڑے دیکھا۔ تو اسکو غیرت آئی۔ اور نیزہ مارنے لگا۔ اسکی بیوی نے کہا کہ اپنے نیزہ کو روک رکھو اور گھر میں داخل ہو اور جاکر اپنے بستر کو دیکھ جسنے مجھے نکالا ہے۔ اندر گیا تو بچھونے پر ایک بڑا سانپ لیٹا ہوا دیکھا پس اسنے اسے نیزہ مارکر نیزے میں پرو لیا اور اندر سے باہر آکر گھر میں اسے گاڑ دیا۔ جب گاڑ چکا تو اس پر اسکا اب اثر ہوا۔ فما یدری

ایہما کان اسرع موتاً الحیۃ ام الفتی قال فجئنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرنا ذالک لہٗ وقلنا ادع اللہ یحییہ لنا فقال استغفروا لصاحبکم (مسلم) پھر ابو سعید نے کہا کہ وہ دونوں ہی مر گئے یہ نہ معلوم ہوا کہ ان میں سے کون جلدی مرا۔ آیا جوان یا سانپ۔ تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس جوان کا حال ذکر کیا اور ہمنے کہا کہ آپ خدا تعالیٰ سے دعاء کریں کہ خدا تعالیٰ اسے ہمارے لئے زندہ کردے۔ آپنے فرمایا کہ اپنے ساتھی کے لئے [illegible]

مذکورہ بالا احادیث سے [illegible] تمام ثابت ہو گیا۔ کہ [illegible] زندہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اگر زندہ ہو سکتے۔ تو ضرور اتنے لوگوں کی درخواست پر آپ اسکو زندہ کر دیتے۔ اور نیز اگر صحابہ اس بات کو مانتے ہوتے کہ مسیحؑ حقیقی مردہ زندہ کیا کرتے تھے۔ تو ضرور وہ یہ کہدیتے کہ حضور آپ کیوں نہیں زندہ کر سکتے جبکہ حضرت مسیحؑ ناصری نے مردہ زندہ کئے۔ لیکن آپ کے قول پر تمام صحابہؓ کا خاموش ہو جانا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ان کا یہ عقیدہ نہیں تھا۔ کہ مسیحؑ ناصری حقیقی مردے زندہ کیا کرتے تھے:

غیر احمدی علماء سے ایک سوال

ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم مان لیں کہ مسیحؑ حقیقی مردہ زندہ کرتے تھے۔ اور مردوں کا زندہ ہونا امکان میں ہے۔ تو غیر احمدی علماء اس بات کا جواب دیں۔ کہ اسلامی شریعت جو کہ ایک کامل شریعت ہے جسکے بعد کوئی شریعت نہیں۔ بر تقدیر رجوع موتیٰ کے وہ شریعت کامل نہیں رہ سکتی کیونکہ اسمیں ایک نقص لازم آئیگا۔ وہ یہ کہ اگر مردے زندہ ہو سکتے تھے تو قرآن یا حدیث یا اجماع صحابہؓ یا کم از کم فقہ کی کتابوں میں ہی یہ مسئلہ ہونا چاہئے۔ کہ اگر کوئی عورت یا مرد مرجائے اور اسکے ورثاء ترکہ کو اپنے درمیان تقسیم کرلیں۔ تو اسکے بعد اگر وہ میت زندہ ہو جائے تو پھر اسکا ورثہ واپس لے لیا جائے یا وارثوں کے پاس ہی رہنے دیا جائے۔ اسکے متعلق کوئی حکم ہونا چاہئے تھا لیکن کوئی حکم نہیں پایا جاتا۔ معلوم ہوا کہ مردوں کا زندہ ہونا امکان میں بھی نہیں۔ اگر امکان میں ہوتا۔ تو ایسا کوئی حکم ہونا چاہئے تھا ورنہ شریعت اسلامی کو ناقص ماننا پڑیگا۔ لیکن شریعت اسلامی کا ناقص ہونا [illegible] باطل ہے کیونکہ [illegible] فرما چکا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ پس مردوں کا زندہ ہونا بھی باطل ہے کیونکہ مستلزم باطل باطل ہوتا ہے۔ اب ہم احی الموتیٰ کے معنے بتاتے ہیں۔ کہ احی الموتیٰ سے کیا مراد ہیں۔ اسکے ہم دو معنے کرتے ہیں۔ جو عین مطابق محاورہ قرآنی ہیں

پہلے معنے کہ احی الموتیٰ میں موتیٰ سے مراد روحانی مردہ ہیں۔ جنکو تمام انبیاء زندہ کرتے رہے ہیں۔ اور نبی کریمؐ نے بھی زندہ کئے۔ اور سب سے بڑھ کر کئے۔ کیونکہ آپ کے زندوں کا زمانہ قیامت تک ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے

یاایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم (سورۂ انفال ع ۳)

ترجمہ۔ اے مومنو تم اللہ اور رسول کی باتوں کو مانو۔ اور جب وہ تمہیں بلائیں۔ تو ان کے بلانے کا جواب دو۔ کیونکہ رسول تمکو اسی واسطے بلاتا ہے۔ کہ وہ تمکو زندہ کرے:

پھر خدا تعالیٰ نے روحانی مردوں کیلئے میت کا لفظ۔ اور روحانی زندوں کے لئے زندہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جیسے کہ وہ فرماتا ہے:

اومن کان میتا فاحیینٰہ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمٰت لیس بخارج منھا۔ (سورہ انعام ع ۱۵) اس آیت میں مومن لوگوں کو ایمان لانے سے پہلی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے مردہ کہا ہے۔ اور اونکی ہدایت اور نور حاصل کرنیکی حالت کا لحاظ رکھتے ہوئے اونکو زندہ کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ پس اسی طرح احی الموتیٰ سے روحانی مردہ مراد ہیں نہ کہ حقیقی:

دوسرے معنے دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ انہوں نے ایسے بیماروں کو دعاء سے اچھا کیا۔ جو بالکل مرنیکے قریب تھے۔ لاعلاج تھے اور ایسے ہو گئے تھے۔ کہ ان کو مردہ کہا جا سکے ہاں اگر کوئی شخص کہے۔ کہ موتیٰ قریب المرگ کو نہیں کہتے تو اسکا جواب ہے۔ کہ حدیث میں موتیٰ کا لفظ قریب المرگ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جیسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں۔ لقنوا موتاکم یاسین کہ تم اپنے مردوں کے پاس یٰسین پڑھا کرو۔ یعنی جو مرنیکے قریب ہوں۔ ان کو یہ سورت سنایا کرو اس آیت کی تفسیر کرنیکے بعد ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی یہ امور صادر ہوئے ہیں۔ آپ نے ایک ایسی جماعت قائم کی جو پہلے بالکل مردہ تھی لیکن آپ کے آنیکے ساتھ ان میں اسقدر روحانیت آئی کہ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف پرواز کرنیوالے بن گئے۔ بعض نے اپنے سارے مال خدا تعالیٰ کے راستہ میں دیدئے بعض نے اپنی جانیں قربان کردیں۔ اور ذرا بھی دریغ نہ کیا۔ بعض ظالموں کے ہاتھوں سے سنگسار کئے گئے۔ لیکن وہ روح جو مسیح موعود نے ان میں پھونکی تھی۔ اسنے ان کو اسلام پہ سے ذرا بھی ادھر ادھر نہ ہونے دیا۔ وہ دشمنوں کے ہاتھوں سے یہاں تک دکھ دئے گئے اور ستائے گئے۔ کہ ان کی روحیں بھی ان کے جسم سے نکلکر خدا تعالیٰ کی طرف پرواز کر گئیں اسی طرح آپ نے تمام دنیا کو تبلیغ کی۔ اور بُرے افعال اور حرام چیزوں کے کھانے سے منع کیا جیسا کہ آپنے متعدد جگہ اپنی کتب میں ایسی نصائح لکھی ہیں۔

دوسرے معنے کے لحاظ سے مسیح موعود کے ہاتھوں سے ایسے مریضوں نے شفاء پائی۔ کہ جن کے علاج سے اطباء عاجز تھے۔ ان میں سے میں تین چار بیماروں کا یہاں پر ذکر کرتا ہوں۔ کہ جو آپکی دعاء سے ایسے وقت میں جبکہ وہ قریب المرگ اور لاعلاج تھے۔ شفاء پائی۔

ایک مریض۔ حضرت مسیح موعود اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۸۴ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں؛

کہ میرا لڑکا مبارک احمد قریباً دو برس کی عمر میں ایسا بیمار ہوا۔ کہ حالت یاس ظاہر ہوگئی اور ابھی میں دعا کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ لڑکا فوت ہوگیا ہے یعنی اب بس کرو۔ دعاء کا وقت نہیں مگر میں نے دعاء کرنا بس نہ کیا۔ اور جب میں نے اسی حالت میں توجہ الی اللہ میں لڑکے کے بدن پر ہاتھ رکھا۔ تو معاً مجھے اسکا دم آنا محسوس ہوا اور ابھی میں نے اس سے ہاتھ علیحدہ نہیں کیا تھا۔ کہ صریح طور پر لڑکے میں جان محسوس ہوئی اور چند منٹ میں ہوش میں آکر بیٹھ گیا؛

دوسرا مریض۔ پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون کا زور تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔ اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہوگیا۔ اور بیہوشی میں دونو ہاتھ مارتا تھا۔ پھر قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا۔ کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہوگئی۔ اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں۔ یہ اور ہی بلا ہے۔ کیا بیان کروں۔ کہ میرے دل کی کیا حالت تھی۔ کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہوگیا۔ تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آئیگا۔ اسی حالت میں مینے وضو کیا۔ اور نماز کیلئے کھڑا ہوگیا اور معاً نماز کے ساتھ کھڑا ہونیکے ہی مجھے وہ حالت میسر آگئی جو استجابت دعا کے لئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہوگئی۔ اور میں نے کشفی نظر سے دیکھا۔ کہ لڑکا بالکل تندرست ہے تب وہ کشفی حالت جاتی رہی۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے۔ اور پانی مانگتا ہے۔ اور میں چار رکعت پوری کر چکا تھا۔ فی الفور اسکو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام و نشان نہیں اور ہذیان اور بے تابی اور بیہوشی بالکل دُور ہو چکی تھی۔ انتہیٰ بالخلاصہ؛

تیسرا مریض۔ پھر ایک مدت کے بعد ایسا اتفاق ہوا۔ کہ نواب سردار محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ کا لڑکا قادیان میں سخت بیمار ہوگیا اور آثار یاس اور نوامیدی کے ظاہر ہوگئے۔ انہوں نے میری طرف دعاء کیلئے التجاء کی۔ مینے اپنے بیت الدعاء میں جاکر انکے لئے دعاء کی۔ اور دعاء کے بعد معلوم ہوا کہ گویا تقدیر مبرم ہے۔ اور اسوقت دعاء کرنا عبث ہے۔ تب مینے کہا یاالٰہی اگر دعاء قبول نہیں ہوتی تو میں شفاعت کرتا ہوں کہ میرے لئے اسکو اچھا کردے یہ لفظ میرے منہ سے نکل گئے۔ لیکن بعد میں میں بہت نادم ہوا۔ کہ اب میں نے کیوں کہا۔ اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی :۔ من ذالذی یشفع عندہٗ الا باذنہ۔ میں اس وحی کو سنکر چپ ہوگیا۔ اور ایک منٹ بھی نہیں گذرا ہوگا۔ کہ پھر یہ وحی الٰہی ہوئی۔ کہ اِنَّكَ انت المجاز۔ بعد میں پھر میں نے دعاء پر زور دیا۔ اور مجھے محسوس ہوا کہ اب یہ دعاء خالی نہیں جائیگی۔ بلکہ اسی وقت لڑکے کی حالت روبصحت ہوگئی۔ گویا وہ قبر سے نکلا۔ (اب یہ لڑکا جسکا نام عبدالرحیم ہے خدا کے فضل سے ولایت میں تعلیم پاتا ہے)

چوتھا مریض۔ اسی طرح حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۲۹ میں میر صاحب کے بیٹے اسحاق کا ذکر ہے۔ پھر تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۶ میں ہے۔ کہ ایک لڑکا عبدالکریم ولد عبدالرحمٰن ساکن حیدرآباد دکن مدرسہ میں پڑھتا تھا۔ اسکو ایک سگ دیوانہ نے کاٹا پھر اسکو معالجہ کیلئے کسولی بھیجا گیا۔ چند روز اس کا علاج کسولی میں ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا تھوڑے دن گذرنے کے بعد اسمیں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے۔ اور دیوانہ ہوگیا۔ تب کسولی کے ڈاکٹروں کی طرف تار دیگئی۔ اور پوچھا گیا